سوال

(217) بینکوں کے سودی معاملات کو حلال سمجھنے والوں کی تردید

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بینکوں کے سودی معاملات کو حلال سمجھنے والوں کی تردید

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بینکوں کے سودی معاملات کو حلال سمجھنے والوں کی تردید

الحمدللہ، والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ، وعلی آلہ وصحبہ ومن اہتدي بہداہ_اما بعد:

میں نے وہ مقالہ دیکھا ہے جسے ڈاکٹر ابراہیم بن عبداللہ ناصر نے ''بینکوں کے بارے میں اسلامی شریعت کا موقف'' کے زیر عنوان لکھا ہے اس مقالہ کے مطالعہ س معلوم ہوا کہ انہوں نے پیچیدہ اسلوب، کمزوردلائل اور باطل شبہات کے ساتھ اس سود کو حلال قراردینے کی کوشش کی ہے، جسے اللہ تعالی نے حرام قراردیا ہے لہذا مجھ پر یہ واجب ہے کہ میں یہ واضح کردوں کہ اس مقالہ کے مندرجات باطل ہیں اورکتاب وسنت اور علماء امت کے اس اجماع کے خلاف ہیں کہ جس کی روسے سودی معاملات حرام ہیں۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ ان شبہات کو دور کردوں اس مقالہ نگار نے پش کیا ہے اور ربا الفضل اور ربا النسیئہ کو حلال قراردینے کےلئے اس نے جن دلائل کا سہارالیا ہے، وہ سب باطل ہیں۔ مقالہ نگار کا خیال ہے کہ سود کی صرف ایک ہی صورت حرام ہے اور اس مراد وہ ہے جو ربا الجاھلیۃ کے نام سے مشہور ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب قرض اداکرنے کا وقت آتا ہے تو قرض دینے والا تنگ دست مقروض سے یہ کہتا ہے کہ تمہیں یا تو میرا قرض اداکرنا پڑے گا یا اس پر سود دینا پڑے گا۔ ڈاکٹر ابراہیم کے نزدیک سود کی صورتوں میں سے صرف یہ ایک صورت حرام ہے اور اس کے سوا باقی سب صورتیں حلال ہیں جیسا کہ ان کے مقالہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے، میں ان شاء اللہ تعالی اس مسئلہ کو شافی انداز سے بیان کروں گا تاکہ حق واضح اور باطل نابود ہوجائے گا۔

واللہ المستعان وعلیہ التکلان' ولاحول ولاقوۃ الاباللہ

اولا: ابراہیم نے اپنے مقالہ کے آغاز ہی میں یہ لکھا ہے کہ ''بات یہ ہے کہ اقتصادی قوت کے بغیر اسلامی قوت حاصل نہیں ہوسکتی اور بینکوں کے بغیر اقتصادی قوت حاصل نہیں ہوسکتی اور بینک سود کے بغیر نہیں چل سکتے۔''

جواب اس بات میں پہلے مقدمہ کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہر جگہ بسنے والے مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ تعالی کے مقرر کردہ طریقوں کے مطابق اپنی اسلامی اقتصادیات کی طرف توجہ مبذول کریں تاکہ ان کےلئے ان امور کو ادا کرنا ممکن ہو جو اللہ تعالی نے ان کےلئے واجب قرار دیئے ہیں اوران امور کو وہ رتر ک کرسکیں جو اللہ تعالی نے ان کےلئے حرام قرار دیئے ہیں، اقتصادی استحکام ہی س ان کےلئے دشمن کے مقابلہ کی تیاری اوراس کی پر فریب اور خطرناک چالوں سے بچنا ممکن ہوگا۔

ارشادباری تعالی ہے :

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ ۵/۲)

''اور نیکی اورپرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرواور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مددنہ کیا کرو۔''

نیزفرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ (المائدۃ ۵/۱)

''اے ایمان والو!اپنے اقراروں (عہدوپیمان) کو پورا کرو۔''

مزید فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ (البقرۃ ۲/۲۸۲)

''اے ایمان والو!جب تم آپس میں کسی میعاد معین کےلئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرواور لکھنے والے کو چاہیئے کہ (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) تمہارا آپس کا معاملہ انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے،جس طرح اللہ تعالی نے اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہیۓ اورجس کے ذمہ حق ہو وہ (یعنی مقروض) لکھوائے اوراللہ تعالی سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اورحق میں سے کچھ کم نہ کرے(یعنی اس کے ذمہ جو قرض ہے وہ پورا لکھوائے،کم نہ لکھوائے۔۔۔۔۔) ہاں اگر سوداد ست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو، تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں اورجب خریدوفروخت کیا کرو تو بھی گواہ بنالیا کرواور کاتب دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح نقصان نہ کریں۔''

اور فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ (النساء ۴/۱۲۹)

''مومنو!ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاو ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اوراس سے مالی فائدہ حاصل ہوجائے تو وہ جائز ہے۔)''

اور فرمایا :

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ (الانفال ۸/۶۰)

''اورجہاں تک ہوسکے ان کے (مقابلے) کےلئے مستعدرہو۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نےاپنے بندوں کی اس طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ وہ ان امورمیں آپس میں تعاون کریں، جودین اور دنیا کے اعتبار سے ان کےلئے منفعت بخش ہوں، اللہ تعالی نے مسلمانوں کویہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ نیکی وتقوی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کریں اورگناہ اور ظلم کی باتوں میں تعاون نہ کریں، اللہ سبحانہ وتعالی نے عہدوپیمان کے پوراکرنے کا بھی حکم دیا ہے، شرعی طریقے سےثابت حقوق کے اداکرنے کا حکم دیا ہے، باطل طریقے سے لوگوں کے مال کھانے سے منع کیا ہے دشمن کے مقابلہ کےلئے مقدوربھر تیاری کا حکم دیا ہے، اللہ تعالی کے ان احکام پر عمل پیرا ہونے سے ہی مسلمانوں کی معاشی حالت درست ہوگی، ان کے مال ودولت ثمرآورہوں گے، منافع حاصل ہوں گے اور مسلمانوں کےلئے یہ ممکن ہوگا کہ وہ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کوایسے طریقوں سے پوراکرسکیں، جن کواللہ تعالی نے جائزقراردیا ہے، اسی طرح اللہ تعالی نے مسلمانوں کو بہت سی آیات میں کذب، خیانت، جھوٹی گواہی دینے، سچی گواہی چھپانے، باطل طریقے سے دوسروں کے مال کھانے اورانہیں حکام کی خدمت میں پیش کرنے سے منع کیا ہےتاکہ وہ حق کی بجائے ظالمانہ فیصلہ نہ کریں خصوصا اللہ تعالی نے امانت کوبہت زیادہ اہمیت دی ہے اورامانت کے اداکرنے کے بارے میں حکم دیتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (النساء۴/۵۸)

''تحقیق اللہ تم کوحکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کردیاکرو۔''

اورفرمایا:

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا (الاحزاب ۳۳/۷۲)

''ہم نے (بار) امانت کوآسمانوں، زمین اورپہاڑوں پرپیش کیا توانہوں نے اس کے اٹھانے سے انکارکردیااوراس سے ڈرگئے۔''

اللہ تعالی نے امانت میں خیانت کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (الانفال ۸/۲۷)

''اے ایمان والو!نہ تواللہ اوراس کے رسول کی امانت میں خیانت کرواورنہ اپنی امانتوں میں خیانت کرواورتم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔''

اللہ تعالی نےاپنے مومن بندوں کی سورۃ''المومنون''اورسورۃ''المعارج''میں تعریف کرتے ہوئے فرمایاہے کہ وہ امانتوں اوروعدوں کوپوراکرتے ہیں۔

ارشادباری تعالی ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ (المومنون۲۳/۸)

''اورجوامانتوں اوراقراروں کوملحوظ رکھتے ہیں۔''

جب مسلمان اس تعلیم وارشادکواپنالیں گے، آپس میں ایک دوسرے کواس کی تلقین کریں گے اوراسے صدق دل سے قبول کرلیں گے تواللہ تعالیٰ بھی ان کے حالات کی اصلاح فرمادے گا، ان کے اعمال اوران کے مال ودولت میں برکت فرمائے گا، انہیں ان کے مقاصدمیں کامیابی سے ہمکنارکرے گااورانہیں دشمنوں کے مکروفریب اوران کی چالوں سے محفوظ رکھے گا، چنانچہ ان باتوں کی اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل ارشادات میں تلقین فرمائی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبۃ۹/۱۱۹)

''اے اہل ایمان !اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔''

اور فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَن تَعْدِلُوا ۚ وَإِن تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (النساء۴/۱۳۵)

''اے ایمان والو!انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے سچی گواہی دو خواہ (اس میں) تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو ,اگر کوئی امیر ہے یا فقیر تو اللہ ان کا خیر خواہ ہے پس تم خواہش نفس کے پیچھے چل کر عدل کو نہ چھوڑ دینا ۔اگر تم نے کج بیانی کی یا پہلو تہی کی تو (جان رکھو) اللہ تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔''

اور فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (المائدۃ۵/۸)

''اے ایمان والو!اللہ کے لئے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو اور لوگوں کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ انصاف چھوڑ دو, انصاف کیا کرو کہ یہی پرہیز گاری کی بات ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو, یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے خبر دار ہے۔''

اور ارشاد گرامی ہے :

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ (الانفال۸/۶۰)

''اور جہاں تک ہو سکے ان کے (مقابلے) کے لئے مستعد رہو۔''

اور فرمایا :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ (النساء۴/۷۱)

''اے ایمان والو!اپنے بچاؤ کا سامان (ہتھیار) لے لیا کرو۔''

اس مضمون کی آیات بے شمار ہیں, یہ بات تو تھی ڈاکٹر ابراہیم کے پہلے مقدمہ کے بارے میں اور باقی رہا ان کا دوسرا اور تیسرا مقدمہ اور یہ کہ ''بینکوں کے بغیر اقتصادی قوت حاصل نہیں ہو سکتی اور بینک سود کے بغیر نہیں چل سکتے۔''تو یہ دونوں مقدمے باطل ہیں وہ شرعی دلائل جو ہم نے قبل ازیں بیان کئے ہیں نیز نبی ﷺ کے عہد سے لے کر بینکوں کے وجود میں آنے تک کا مسلمانوں کا عمل ان دونوں مقدموں کے باطل ہونے پر دلالت کرتا ہے, چنانچہ گزشتہ صدیوں میں جن کی تعداد تیرہ سے بھی زیادہ ہے مسلمانوں کی اقتصادیات بینکوں کے وجود اور سودی کاروبار کے بغیر ہی مستحکم تھی ,ان کی ثروت و دولت بار آور تھی, معاملات درست تھے, انہوں نے شرعی احکام کی پابندی کر کے بہت سے منافع حاصل کئے اور بے حد و حساب مال کمائے۔اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرمائی, انہوں نے دنیا کے اکثر و بیشتر علاقے پر حکومت کی, بندگان الٰہی پر اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق حکمرانی کی کہ اس دور میں بینکوں کا وجود تھا نہ سودی معاملات بلکہ مقالہ نگار جناب ابراہیم کی رائے کے برعکس بینکوں کا یہ سودی نظام مسلمانوں میں تفریق کا سبب بنا ہے, اس سے ان کی اقتصادیات تباہ ہو گئی ہے, آپس میں حسد بغض پیدا ہو گیا نیز اتفاق و اتحاد ختم ہو گیا ہے کیونکہ سودی معاملات کا نتیجہ حسد و بغض, عداوت, برکت

سے محرومی اور سزاؤں کے اترنے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ (البقرة ۲/۲۷۶)

''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقے (خیرات) کو بڑھاتا ہے۔''

کیونکہ سود کے سبب قرض کی رقم میں جو دوگنا چوگنا اضافہ ہو جاتا ہے وہ حسد و بغض اور دشمنی کا سبب بنتا ہے اور پھر اس کے سبب بزدلی و کم ہمتی پیدا ہوتی ہے محنتوں اور مفید منصوبوں میں کمی آجاتی ہے کیونکہ سرمایہ دار کام کاج کرنے، مفید منصوبوں اور صنعت و زراعت میں سرمایہ لگانے کی بجائے، سود کے ذریعے اپنے سرمایہ کو بڑھانا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے کئی قسم کے معاملات کو جائز قرار دیا ہے جن کے ذریعے وہ منافع بھی کما سکتے ہیں اور اپنی دولت کو بڑھا بھی سکتے ہیں، معاشرہ کے لئے منفعت بخش کاموں میں تعاون کر سکتے ہین اور بے روزگار لوگوں کو روزگار بھی فراہم کر سکتے ہیں اور سود، گمراہی اور مختلف قسم کی ناپاک کمائی سے بھی بچ سکتے ہیں، چنانچہ ان معاملات میں سے مضاربت اور شراکت کی وہ صورتیں ہیں جو معاشرہ کے لئے مفید ہیں نیز مضاربت و مشارکت کی بنیاد پر قائم کی جانے والی وہ فیکٹریاں ہیں جو لوگوں کی ضرورت کے لئے اسلحہ، لباس، برتن اور کارپٹ (قالین) وغیرہ تیار کرتی ہیں۔ اسی طرح زراعت کی کئی قسمیں ہیں، جن کو بروئے کار لاکر زمین سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اس سے معاشرہ کے فقراء وغیرہ کو بھی فائدہ پہنچتا ہے، اس سے ہر وہ شخص جس میں ادنیٰ سی بھی بصیرت ہو یہ جان سکتا ہے کہ سودی بینک مستحکم اقتصادیات اور مصالح عامہ کے خلاف ہیں۔ آج ہمیں جو تباہی و بربادی، سستی و نامرادی، برکت سے محرومی، دشمنوں کا غلبہ و تسلط، مختلف قسم کی سزائیں، بھیانک اور خوفناک نتائج نظر آرہے ہیں، ان کا ایک بڑا سبب سود بھی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ان خرابیوں سے محفوظ رکھے اور انہیں بصیرت و حق پر استقامت عطا فرمائے۔

ثانیا: ڈاکٹر ابراہیم نے لکھا ہے کہ ''ہماری معاشیات میں بینکنگ سسٹم کی وہ اہمیت ہے جو انسانی جسم مین دل کی اہمیت ہے۔''

جواب نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ کہنا یوں چاہئے کہ بینکنگ کا یہ سسٹم ہمیں سود کی طرف دھکیلتا چلا جا رہا ہے حالانکہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جیساکہ گزشتہ ادوار میں خصوصا مسلمانوں کے سنہری دور میں بینکوں اور سودی کاروبار کے بغیر بھی ہماری معاشی حالت بہت مضبوط و مستحکم اور سود سے پاک تھی جیساکہ قبل ازیں ارشاد کیا گیا ہے، اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی مدد فرمائی، مسلمانوں کے کلمہ کو سربلندی عطا کی، آسمان سے ان کے لئے رحمتوں کا نزول ہوا اور زمین نے ان کے لئے بے حد وحساب رزق لگایا جو ان کی ضرورتوں کے لئے کافی تھا، جس نے انہیں دوسروں سے بے نیاز کر دیا، اور اسی طرح دشمن کے ساتھ جہاد کرنا ممکن ہوا اور پھر حرام کی بجائے یہ رزق حلال ہی ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے کافی شافی تھا، جو شخص بھی نبی ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر سودی بینکوں کے وجود میں آنے تک کی اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرے گا وہ مذکورہ بالا حقائق کو یقینی طور پر معلوم کر لے گا اور یہ بھی جان لے گا کہ آج مسلمانوں اور غیر مسلموں کی جو اقتصادی حالت ابتر ہے اور خیر و برکت سے محروم ہیں تو اس کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت سے منحرف ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو واجب قرار دیا تھا، اسے ادا نہیں کر رہے اور باہمی معاملات کے بارے میں اس اسلوب کو اختیار نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مخالف اعمال کے سبب یہ آلام و مصائب میں گھرے ہوئے اور طرح طرح کی تباہیوں اور بربادیوں سے دوچار ہیں جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ (الشوری ۴۲/۳۰)

''اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے، سو تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے اور وہ بہت سے گناہ تو معاف کر دیتا ہے۔''

اور فرمایا :

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (الاعراف ۷/۹۶)

''اگران بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اورپرہیزگاہوجاتے توہم ان پر آسمان اورزمین کی برکات (کے دروازے) کھول دیتے مگرانہوں نے توتکذیب کی، سوان کے اعمال کی سزامیں ہم نے ان کو پکڑلیا۔'' نیز فرمایا:

وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأَدْخَلْنَاهُمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٦٥﴾ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم ۚ مِّنْهُمْ (المائدہ۵/۶۵۔۶۶)

''اوراگراہل کتاب ایمان لاتے اورپرہیزگاری اختیارکرتے توہم ان سے ان کے گناہ محوکردیتےاوران کو نعمت کے باغوں میں داخل کرتے اوراگروہ تورات اورانجیل کواورجو (اورکتابیں) ان کے پروردگارکی طرف سے نازل ہوئیں ان کوقائم رکھتے (توان پررزق کی بارش کی طرح برستا) البتہ وہ اپنے اوپر (آسمان) سے اورنیچے (زمین) سے کھاتے۔''

مزید فرمایا:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ﴿٢﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (الطلاق۶۵/۲۔۳)

''اورجوکوئی اللہ سے ڈرے گا، وہ اس کےلئے (رنج ومحن سے) مخلصی کی صورت پیداکرے گا اوراس کوایسی جگہ سے رزق دے گاجہاں سے (وہم و) گمان بھی نہ ہوگااورجواللہ پر بھروسہ رکھے گاتووہ اس کوکفایت کرے گا۔''

اورفرمایا:

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا (الطلاق۶۵/۴)

''اورجوشخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے گاتواللہ تعالیٰ اس کے کام میں سہولت پیداکردے گا۔''

ثالثا: ابراہیم نےاپنے مقالہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''اس سوال کاہمیں اب تک جواب نہیں ملاکہ فائدہ کےلئے اقتصاری سرگرمیوں کوفقہاءاسلام کس نظرسے دیکھتے ہیں؟اگرفائدہ کے لئے قرض دیاجائے تووہ ان کی نظرمیں کیوں حرام ہے۔۔۔۔۔'' الخ۔

جواب یہاں سے لے کرانہوں نےاپنے مقالہ کے آخرتک جوذکرکیاہے اس کے جواب میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام فقہاءعلماءاسلام نے سود کاجائزہ لیااوراسے حرام قراردیاہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے سود کی حرمت ثابت ہے،

رسول اللہ ﷺ کی یہ احادیث مستفیض (مشہور) ہیں،ان میں کوئی ابہام بھی نہیں اوریہ قطعی طورپرصراحت کے ساتھ دلالت کناں ہیں کہ مال کے اسی جنس کے ساتھ اضافہ کی صورت میں خواہ یہ اضافہ کتناہوی کم کیوں نہ ہو،صریحاسود ہے جوحرام ہے لیکن مقالہ نگارنے۔۔۔اللہ تعالی اسے ہدایت عطافرمائے اوررشدوبھلائی سے نوازے۔۔۔۔ان تمام احادیث سے اعراض کیاہے،ان کی طرف قطعاالتفات نہیں کیااورقرآن کریم میں وارد مجمل ربا کے بارے میں بات کی ہے اورپورازورصرف کرکے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سود کی صرف ایک ہی صورت ہے اوروہ یہ کہ جب تنگ دست مقروض اپنے قرض کے اداکرنے سے عاجزوقاصرہوتوقرض دینے والے سے معین فائدہ کی شرط کی بنیادپرمزید مہلت لے لے،یہ ان کی تحقیق کاخلاصہ ہے اوراس کے علاوہ سود کی دیگرتمام صورتوں کواس بنیادپرحلال قراردینے کی کوشش کی ہے کہ ان کے خیال میں لوگوں کوان تمام صورتوں میں لین دین کرنے کی ضرورت ہے اوربندوں کی مصلحتیں ان سودی معاملات کے بغیرمکمل ہی نہیں ہوسکتیں جن پربینکنگ کے نظام کاانحصارہے۔مقالہ نگارنےاپنے موقف کی تائیدمیں موفق ابن قدامہ،شیخ الاسلام ابن تیمیہ اورعلامہ ابن قیم کے مجمل کلام کے بعض حوالوں سے بھی استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ شرع شریف ان مصلحتوں سے منع نہیں کرتی جوکسی کونقصان پہنچائے بغیرمسلمانوں کےلئے منفعت بخش ہوں بشرطیکہ وہ شریعت مطہرہ کے نصوص کے خلاف نہ ہوں۔ان ائمہ کرام کایہ کلام مقالہ نگارکے موقف کی دلیل نہیں بن سکتاکیونکہ ائمہ کرام اوردیگرحضرات نے اس اندازسے جن مصالح کی بابت بات کی ہے تواس سے مرادوہ مصالح ہیں،جن کی شریعت میں ممانعت نہ ہویعنی یہ بات

ایسے اجتہادی مسائل کے بارے میں ہے جن کے متعلق کوئی ایسی نص نہ ہو جس سے حکم شریعت کی وضاحت ملتی ہو لیکن اس مسئلہ کے بارے میں یہ صورت حال نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ کی بہت سی صحیح احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ سود کی دونوں صورتیں ربا الفضل اور ربا النسیئہ حرام ہیں۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ ربا الفضل کی حرمت، تحریم وسائل کے باب سے ہے کیونکہ کوئی عقل مند بھی کسی چیز کو اسی کی جنس کے ساتھ دست بدست اضافہ کی صورت میں نہیں بیچتا کیونکہ اضافہ تو صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ معاوضہ میں دی جانے والی چیز کو تاخیر سے ادا کیا جائے یا دونوں میں سے ایک دوسری زیادہ قیمتی ہو۔ صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ عنہم نے جب ردی کھجور کے دو صاع کو نفیس کھجور کے ایک صاع کے بدلہ میں بیچا اور نبی کریم ﷺ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا ''اوہ! یہ تو خالص سود ہے، یہ تو خالص سود ہے اس طرح نہ کرو۔'' (متفق علیہ) اور صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سونے کو سونے کے ساتھ نہ بیچو الا یہ کہ وہ برابر ہو اور بعض کو بعض سے کم یا زیادہ نہ کرو اور غائب کو حاضر کے ساتھ نہ بیچو۔''

صحیح مسلم میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے جب کہ یہ اشیاء ایک جیسی ہوں، برابر ہوں اور دست بدست ہوں اور اگر اصناف مختلف ہوں تو پھر جس طرح چاہو بیچو جب کہ وہ دست بدست ہوں۔'' اس مضمون کی بہت سی احادیث صحیحین اور دیگر کتب موجود ہیں۔

حدیث اسامہ نم زیدؓ میں نبی ﷺ کا جو یہ ارشاد ہے کہ ''سود صرف ادھار ہی میں ہے۔'' تو اہل علم کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ سود کی اکثر و بیشتر صورتوں کا تعلق ادھار سے ہے، اس سے آنحضرت ﷺ کی یہ مراد نہیں ہے کہ سود کی تمام صورتوں کا تعلق ادھار ہی سے ہے جیسا کہ مذکورہ دونوں احادیث اور ان کی ہم معنی دیگر صحیح حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سودی معاملات کا تعلق ربا الفضل سے بھی ہے اور ربا النسیئہ سے بھی۔ جو شخص بینک کے سودی کھاتوں میں رقم جمع کراتا ہے وہ اور بینک دونوں معاملوں یعنی ادھار اور سود کو یکجا کر دیتے ہین اور اس طرح گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

سود ادا کرنے والا کبھی محتاج بھی ہوتا ہے تو صرف اس کی محتاجی ہی سود کی حرمت کی موجب نہیں ہے بلکہ یہ اس لئے حرام ہے کہ اس عقد میں سود بھی ہے اور تنگدست پر ظلم بھی کہ اسے ظلم سے سود ادا کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جب کہ وہ اصل رقم کے ادا کرنے سے بھی عاجز و قاصر ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس موالمہ کی حرمت اور گناہ میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ واجب تو یہ تھا کہ تنگدست کو مہلت دی جاتی اور اسے اس سود پر مجبور نہ کیا جاتا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ قرض لینے اور دینے والے کے سودی معاملے کے نفع میں شریک ہونے سے سودی معاملہ حرام کی بجائے حلال نہیں ہو جاتا اور نہ اس سے یہ معاملہ شرعی بن جاتا ہے کہ اس میں سود جائز ہو کیونکہ شارع حکیم نے اس کی طرف التفات نہیں کیا بلکہ سود کو مطلقا حرام قرار دیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے، جن میں سے کچھ قبل ازیں بیان کی جا چکی ہیں۔ اگر سود ہر رقم حاصل کرنے والے کے فائدہ اٹھانے سے سود حلال ہوتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے قرآن کریم میں بیان فرما دیتا یا اسے اپنے رسول امین علیہ من ربہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی زبانی بیان فرما دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (النحل ۱۶/۸۹)

''اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب نازل کی ہے کہ (اس میں) ہر چیز کا (مفصل) بیان ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔''

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا، اس پر یہ فرض تھا کہ اپنے علم کے مطابق اپنی امت کی خیر کی طرف رہنمائی کرے اور اپنے علم کے مطابق اپنی امت کو شر سے ڈرائے۔'' اور ہمارے نبی کریم ﷺ تو تمام رسولوں سے افضل، بلاغ کے اعتبار سے اکمل اور بیان کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر تھے، اگر معین فائدہ کے ساتھ معاملہ جائز ہوتا یعنی اگر قرض لینے والے کے فائدہ کی صورت میں سود جائز ہوتا تو اسے نبی کریم ﷺ امت کے لئے بیان فرما دیتے اور اس کے حکم کو واضح فرما دیتے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صریح احادیث میں اس کی حرمت بیان فرمائی، اس سے بچنے کی تلقین کی اور اس کے ارتکاب پر وعید سنائی ہے اور یہ حقیقت معلوم ہے کہ سنت صحیحہ قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے مخفی مقامات کی تشریح و توضیح ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ النحل میں ارشاد فرمایا ہے :

وَأَنزَلنَا إِلَيكَ الذِّكرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيهِم وَلَعَلَّهُم يَتَفَكَّرُونَ   (النحل ۱۶/۴۴)

''اور ہم نے آپ پر ذکر اور نصیحت (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں پر ان تعلیمات کو واضح کر دیں جو ان کی جانب نازل کی گئی ہیں اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔''

اور فرمایا:

وَمَا أَنزَلنَا عَلَيكَ الكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اختَلَفُوا فِيهِ   وَهُدًى وَرَحمَةً لِّقَومٍ يُؤمِنُونَ   (النحل ۱۶/۶۴)

''اور ہم نے آپ پر کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں پر ان چیزوں کو کھول کر واضح بیان کر دیں جن میں ان کو اختلاف ہے اور یہ کتاب مومنوں کے لئے سامان ہدایت اور باعث رحمت ہے۔''

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ ڈاکٹر ابراہیم نے شیخ رشید رضا کے حوالے سے جو یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے سیونگ بینک کے سود کو جائز قرار دیا ہے تو یہ ان کی غلطی ہے اور اس مسئلہ میں ان کے اس غلط مؤقف کو قبول کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ دلیل ان کے اور ہر اس شخص کے خلاف ہے جو اپنی رائے اور اجتہاد سے نصوص کی مخالفت کرتا ہے اور اصول میں یہ بات طے شدہ ہے کہ نصوص موجود ہوں تو ان کے مقابلہ میں کسی کی رائے اور کسی کے اجتہاد کی کوئی اہمیت نہیں ہے بلکہ رائے اور اجتہاد سے تو ان مسائل میں کام لیا جاتا ہے جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو، تو اس صورت میں جس کا اجتہاد صحیح ہوگا اسے دوگنا ثواب ملتا ہے اور جس کا اجتہاد غلط ہو اسے بھی ایک ثواب ملتا ہے بشرطیکہ وہ اجتہاد کا اہل ہو اور طلب حق کے لئے وہ اپنی پوری استعداد اور صلاحیت سے کام لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''جب کوئی حاکم فیصلہ کرے، اجتہاد سے کام لے اور اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اسے دوگنا اجر ملے گا اور جب وہ فیصلہ کرے، اجتہاد سے کام لے اور اس کا اجتہاد غلط ہو تو اسے ایک اجر ملے گا۔'' (متفق علیہ، بروایت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور صحیح مسلم میں یہ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے) اور وہ مسائل جن کے بارے میں قرآن کریم یا سنت رسول ﷺ میں نص موجود ہو تو اس نص کی مخالفت میں کسی کے لئے اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بلکہ واجب یہ ہے کہ اس نص کو مضبوطی سے تھام لیا جائے اور اس کے تقاضا کے مطابق عمل کیا جائے، چنانچہ اس اصول پر تمام اہل علم کا اجماع ہے۔

واللہ المستعان ' ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

رابعا: ڈاکٹر ابراہیم نے اپنے مقالہ کے آخر میں لکھا ہے کہ ''خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس سود جسے اللہ تعالی نے قرآن کریم میں حرام قرار دیا ہے اور بینکوں کے معاملات کے درمیان اس واضح مقارنہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بینکوں کے معاملات ان سودی اعمال سے قطعا مختلف ہیں جن سے قرآن کریم نے منع کیا ہے کیونکہ یہ جدید معاملات ہیں اور یہ ان نصوص قطعیہ کے حکم کے تابع نہیں ہیں جن کا حرمت سود کے سلسلہ میں قرآن کریم میں ذکر آیا ہے لہذا بینکوں کے امور اور معاملات کا جائزہ بندگان الہی کی مصلحتوں اور ان کی شرعی ضرورتوں کے حوالہ سے لیا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مقاصد کی خاطر بیع سلم کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہ غیر موجود چیز کی بیع یعنی ایک ایسی چیز کی بیع ہوتی ہے جو بائع کے پاس موجود ہی نہیں ہوتی۔ اصل میں تو رسول اللہ ﷺ نے اس بیع سے منع فرمایا ہے لیکن علماء کا اجماع ہے کہ لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے بیع سلم کو جائز قرار دیا گیا ہے، اسی طرح بیع سلم اور اس طرح کی کئی مثالوں کی وجہ سے علماء نے نصوص شریعت کے مقابلہ میں لوگوں کی ان حاجتوں اور ضرورتوں کی وجہ سے کئی امور کو جائز قرار دیا ہے، جن کی وجہ سے معیشت کے سلسلہ میں لوگوں کی مصلحتیں پوری ہی نہ ہو سکتی ہوں۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ بینکوں کے معاملات ان سودی معاملات سے قطعا مختلف نہیں ہیں جن کی حرمت نص سے ثابت ہے اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور آپ ؐ کو ایسے احکام دیئے جو آپ ؐ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کے لئے ہیں لہذا واجب یہ ہے کہ جدید معاملات کو بھی وہی حکم دیا جائے گا جو قدیم معاملات کا حکم تھا جب کہ دونوں کے معنی ایک ہوں، باقی رہا صورتوں اور الفاظ کا اختلاف تو اس کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ اعتبار معانی اور مقاصد کا ہے اور سبھی جانتے ہیں کہ آج کل کے ان متاخرین کے بھی سودی معاملات سے وہی مقاصد ہیں جو اولین کے مقاصد تھے اگرچہ صورتیں متنوع اور الفاظ مختلف ہیں لہذا الفاظ اور صورتوں کے اختلاف کی وجہ سے قدیم و جدید سودی معاملات میں فرق کرنا باطل ہے کیونکہ ان سب صورتوں کے معانی و مقاصد ایک ہی ہیں، جن لوگوں نے حنین کے دن یہ کہا کہ ''یا

رسول اللہ !جیسے ان مشرکین کے لئے ذات انواط ہے ، آپؐ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمادیجئے ؟ ''تو آپؐ نے ان لوگوں کی اس بات کو بنی اسرائیل کی اس بات کے مشابہہ قرار دیا جو انہوں نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہی کہ '' ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں (۱) تو اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے اختلاف الفاظ کو کوئی اہمیت نہ دی کیونکہ معنی ایک ہی تھے ، اسی طرح اللہ تعالی نے نبی اسرائیل کو سزا دی کہ انہوں نے جمعہ کے سن جال لگا دیا تاکہ اس شکار کو حاصل کریں جسے ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام قرار دیا گیا تھا ، اس حیلہ کی وجہ سے انہیں معذور بھی نہ گردانا حالانکہ انہوں نے جال سے شکار اتوار کے روز کیا تھا کیونکہ وسیلہ اگرچہ مختلف تھا لیکن معنی ایک ہی تھا ، نصوص شرعیہ سے اس طرح کی ہمیں بہت سی مثالیں ملتی ہیں ، صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا '' تم ان امور کا ارتکاب نہ کرو ، جن کا ارتکاب یہودیوں نے کیا تھا کہ اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء کو ادنی حیلوں کے ساتھ حلال سمجھنے لگ جاو۔ ''

اسے بیع سلم کے ساتھ تشبیہ دینا محض ایک مغالطہ اور ایک ایسی چیز کا ذکر کرنا ہے جو بے فائدہ ہے کیونکہ بیع سلم کا

(۱) یہ حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ ہم جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام حنین کی طرف جا رہے تھے اور ہمارا زمانہ کفر ابھی نیا نیا گزرا تھا ، راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیا جس کو ذات ابواط کہا جاتا تھا ، مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اور اپنے ہتھیار بھی برکت کے لئے اس درخت پر لٹکایا کرتے تھے حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چلتے چلتے ہم ایک بیری کے درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ جیسے ان مشرکین کے لئے ذات انواط ہے ، آپؐ ہمارے لئے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمادیجئے ، رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا تم بالکل وہی بات کہہ رہے ہو جو بنی اسرائیل نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہی تھی کہ اے موسی '' ہمارے لئے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں تو موسی علیہ السلام جواب دیا کہ تم لوگ بڑی نادانی کی باتیں کرتے ہو اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی اگلی امتوں کے طریقوں پر چلوگے ۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے ، علاوہ ازیں اسے امام احمد ، ابویعلی ، ابن ابی شیبہ ، نسائی ، ابن المنذر ، ابن ابی حاتم اور کئی محدثین کرام رحمھم اللہ نے بھی روایت کیا ہے ۔ (مترجم)

جواز تو اس شریعت کاملہ کے محاسن میں سے ہے کہ اسے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی ضرورت کے پیش نظر جائز قرار دیا ہے اور اسے ایسی شروط کے ساتھ مشروط کیا ہے جن کی وجہ سے یہ حرام معاملات کے دائرہ سے نکل جاتی ہے کہ یہ ایک ایسا عقد ذمہ ہے جسے ایسی صفات کے ساتھ موصوف قرار دیا جاتا ہے جو اسے اس طرح نمایاں اور ممتاز کردیتی ہیں کہ اس میں جہالت اور دھوکے کا کوئی شائبہ نہیں رہتا کہ سودا تو مدت مقررہ کے بعد دیا جاتا ہے لیکن قیمت اسی مجلس میں فورا ادا کردی جاتی ہے اور اس میں جو مصلحت کارفرما ہوتی ہے اس سے بائع اور مشتری دونوں مستفید ہوتے ہیں کہ بائع قیمت کے ساتھ اپنی فوری ضرورتوں کو پورا کرلیتا ہے اور یہ مشتری کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس نے اس سودے کو کم قیمت پر خریدا ہوتا ہے جیساکہ اکثر وبیشتر صورتوں میں ہوتا ہے تو بیع سلم میں کسی ضرر (نقصان) ۔ غرر (دھوکے) ، جہالت اور سود کے بغیر بائع اور مشتری دونوں کو فائدہ ہوتا ہے ، جب کہ اس کے برعکس سودی معاملات اس معین اضافہ پر مشتمل ہوتے ہیں ، جسے شارع نے حرام قرار دیا ہے جب کہ جنس کی جنس کے ساتھ نقدیا ادھار ہو اور اسے اکبر الکبائر میں سے قرار دیا ہے ۔ اس کو حرام قرار دینے میں اللہ سبحانہ وتعالی کی حکمت بالغہ بھی ہے اور بندگان الہی کے لئے بھی اس میں عظیم اور اچھے نتائج ہیں کہ اس طرح وہ قرض در قرض سے محفوظ رہتے ہیں اور سود کے لالچ میں آکر اپنے منفعت بخش منصوبوں اور مفید صنعتوں کو بھی معطل نہیں کرتے ۔

مقالہ نگار کا جو یہ خیال ہے کہ بینک اور بینکوں کا یہ نظام انسانوں کی ان ضرورتوں میں سے ہے جن کے بغیر ان کا معاشی نظام مستحکم ہو ہی نہیں سکتا ۔ ۔ ۔ الخ تو یہ ایک بے بنیاد خیال ہے جو صحیح نہیں ہے کیونکہ چودھویں صدی سے قبل اور بینکوں کے وجود میں آنے سے پہلے بھی اس نظام کے بغیر لوگوں کی مصلحتیں پوری ہوتی رہی ہیں اور اس دور میں ان کی ضرورتیں تشنہ تکمیل رہیں نہ ان کے منفعت بخش پروگرام ہی معطل ہوئے بلکہ خلل اور مصالح میں تعطل تو اس وقت رونما ہوا جب لوگوں نے ان حرام معاملات کو اختیار کیا اور معاشرے نے اپنے فرض کو ادا نہ کیا کہ لوگ اپنے بھائیوں کے ساتھ معاملہ میں ہمدردی وخیر خواہی اور امانت وسچائی کو اختیار کرتے اور ان تمام معاملات سے اجتناب کرتے جو سود ، دھوکے ، خیانت اور ملاوٹ پر مبنی ہیں ، چنانچہ دنیا کے حالات ہماری اس بات کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں ۔ مصالح کو صرف اسی وقت پروان چڑھایا جاسکتا ہے اور مفید تعاون کی راہیں صرف اسی صورت میں ہموار ہوسکتی ہیں کہ ہم اس شاہراہ شریعت کو اختیار کریں جو صداقت وامانت پر مبنی اور کذب وخیانت اور ان امور سے دور ہے ، جنہیں اللہ تعالی نے معاملات کے سلسلہ میں اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے جیساکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ ۵/۲)

''(اور دیکھو) نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی کاموں میں مدد نہ کیا کرو۔''

اور فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (النساء ۴/۵۸)

''تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کردیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔''

مزید فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (الانفال ۸/۲۷)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی امانت میں خیانت کرو نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔''

نیز فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا (البقرۃ ۲/۲۸۲)

''مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والے کو چاہیئے کہ (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) تمہارا آپس کا معاملہ انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار بھی نہ کرے، جس طرح اللہ تعالی نے اسے سکھایا ہے پس اسے بھی لکھ دینا چاہیئے اور جس کے ذمہ حق ہو وہ (یعنی مقروض) لکھوائے اور اللہ تعالی سے ڈرے جو اس کا پروردگار ہے اور حق میں سے کچھ کم نہ کرے (یعنی اس کے ذمہ جو قرض ہے وہ پورا لکھوائے، کم نہ لکھوائے۔)

اور فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (الاحزاب ۳۳/۷۰-۷۱)

''مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کیا کرو، وہ تمہارے سب اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔''

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''دونوں بیع کرنے والوں کو اختیار حاصل ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں اگر وہ سچ بولیں اور سب کچھ بیان کردیں تو ان کی بیع میں برکت ہوگی اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کی بیع کی برکت ختم کردی جائے گی۔''

(متفق علیہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے، برابر برابر اور دست بدست جو زیادہ دے یا زیادہ طلب کرے تو اس نے سودی معاملہ کیا اور اس معاملہ میں سود لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔'' (احمد، بخاری) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سود کھانے والا، کھلانے والا، لکھنے والا اور دونوں گواہ سب برابر ہیں۔'' (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''سونا سونے کے بدلے سود ہے الایہ کہ سودابرابر برابر ہواور گندم کے بدلے گندم سود ہے مگر یہ کہ سودابرابر برابر ہواور جوجو کے بدلے سود ہے الایہ کہ سودابرابر برابر ہواو کھجور کھجور کے بدلے سود ہے الایہ کہ سودابرابر برابر ہو'' (متفق علیہ) نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ ''جو ہمیں دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔'' (مسلم) نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے یارسول اللہ! فرمایا ''اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' یہ ارشاد فرماتے وقت آپؐ تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ ''خبردار آگاہ رہو کہ جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔'' (متفق علیہ) اس مضمون کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں کسی بھی آدمی کے لئے یہ جائز نہیں کہ جس چیز کو اللہ تعالی نے نص کے ذریعے حرام قرار دیا ہے، کوئی شخص نص کے ذریعے حلال کئے ہوئے امر پر قیاس کرتے ہوئے اسے حلال قرار دے لہذا جو شخص اللہ تعالی کے حرام کردہ سود کو اس کے حلال کردہ بیع سلم پر قیاس کرتے ہوئے حلال قرار دے، وہ ایک عظیم منکر کا ارتکاب کرتا ہے، بغیر علم کے اللہ تعالی کی طرف ایک بات کو منسوب کرتا ہے اور وہ لوگوں کے لئے ایک بہت بڑی برائی اور ایک بہت بڑے شر وفساد کا دروازہ کھولتا ہے۔ قیاس کے قائل اہل علم کے نزدیک قیاس ان فرعی مسائل میں ہوتا ہے۔ جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو اور ایسی شروط موجود ہوں جو فروع کو اصل کے ساتھ ملاتی ہوں جیسا کہ اپنے مقام پر اس مسئلہ کی تفصیل موجود ہے۔ اللہ تعالی نے اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ بغیر علم کے اس کی طرف کسی بات کو منسوب کیا جائے، اس بات کو شرک سے بھی بڑا گناہ قرار دیا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی نے بیان فرمایا ہے کہ شیطان اس بات کی دعوت دیتا اور اس کا حکم دیتا ہے جیسا کہ وہ فحاشی ومنکرات کی طرف دعوت دیتا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

(قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَن تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ) (الاعراف ۷/۳۳)

''(اے پیغمبر!) کہہ دو کہ میرے رب نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو، حرام کیا ہے اور اس کو بھی (حرام کیا ہے) کہ تم کسی کو اللہ کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔''

نیز فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ١٦٨ إِنَّمَا يَأْمُرُكُم بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَن تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (البقرۃ ۲/۱۶۸-۱۶۹)

''لوگو! جو چیزیں زمین میں حلال طیب ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تو تمہیں برائی اور بے حیائی ہی کے کام کرنے کا حکم دیتا ہے اور یہ بھی کہ اللہ کی نسبت ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں (کچھ بھی) علم نہیں۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حالات کی اصلاح فرمادے، انہیں دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے، علماء کو توفیق بخشے کہ وہ ان امور کو بیان کریں جنہیں اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت قرار دیتے ہوئے مسلمانوں پر واجب ٹھہرایا ہے نیز علماء، دین کی دعوت دیں، دین کے مخالف امور سے عوام الناس کو آگاہ کریں، اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نفسوں کے شر اور باطل کے علمبرداروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس مقالہ نگار ابراہیم کو بھی توفیق بخشے کہ وہ حق کی طرف رجوع کرے، اس سے جو کچھ صادر ہوا اس سے توبہ کرے اور اپنی اس توبہ کا کھلم کھلا اعلان کرے تاکہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ کو قبول فرمالے۔

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (النور ۲۴/۳۱)

''اور مومنو! سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ۔''

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ ۙ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ ١٥٩ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنَا

التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (البقرة ۱۵۹/۲۔۱۶۰)

''جولوگ ہمارے حکموں اورہدایتوں کوجوہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے (وہ حکم اورہدایتیں) ان لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اپنی کتاب میں کھول کھول کربیان کردی ہیں ایسے لوگوں پراللہ تعالیٰ اورتمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں، ہاں جوتوبہ کرتے ہیں، اپنی حالت درست کرلیتےاور(احکام الٰہی کو) صاف کھول کھول کر (واضح) بیان کردیتے ہیں تومیں ان کے قصورمعاف کردیتاہوں اورمیں بڑامعاف کرنے والا(اور) رحم کرنے والاہوں۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹرابراہیم نے جوکچھ کہاہےاس کے بارے میں اس سے زیادہ لکھاجاسکتاہے، جومیں نے لکھاہےتاہم امیدہے کہ میں نے جوکچھ لکھاہے یہ ایک طالب حق کےلئے کافی ہے۔

واللہ المستعان وہوحسبناونعم الوکیل 'وصلی اللہ علی نبینا محمدوآلہ وصحبہ

[مقالات وفتاویٰ ابن باز]()

صفحہ 302

محدث فتویٰ